HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

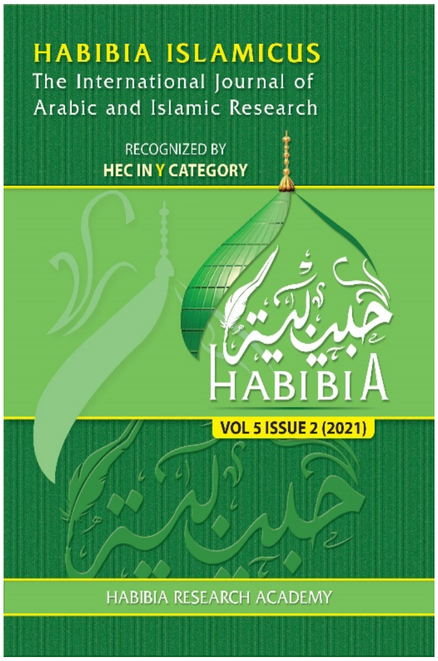

TOPIC:

EFFECTS OF ARABIC LANGUAGE IN THE WRITINGS OF PROF. IHSAN-UL-HAQ

پروفیسر احسان الحقؒ کی تحریروں میں عربی زبان کے اثرات

AUTHORS:

1. *Umair Rais Uddin, Doctor, Lecturer in Arabic, Sindh Madrasa-tul-Islam University, Karachi. Email: umair.rais@smiu.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-9948-1390*
2. *Dr. Sumbul Ansar, Assistant Professor, Sindh Madrasa-tul-Islam University, Karachi. Email sansar@smiu.edu.pk*

HOW TO CITE: *Rais Uddin, Umair, and Sumbul Ansar. 2021. "* پروفیسر احسان الحقؒ کی تحریروں میں عربی زبان کے اثرات*: The Impact of Arabic Language in the Literary Work of Prof. Ihsan- Ul- Haq". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 5 (2):123-39. https://doi.org/10.47720/hi.2021.0502u09*
URL: *http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/198*
Vol. 5, No.2 || April –June 2021 || P. 123-139
Published online: 2021-06-24

QR. Code

EFFECTS OF ARABIC LANGUAGE IN THE WRITINGS OF PROF. IHSAN-UL-HAQ

پروفیسر احسان الحقؒ کی تحریروں میں عربی زبان کے اثرات

Umair Raees Uddin, Sumbul Ansar

ABSTRACT

Prof. Dr. Ihsan-ul-Haq was a prominent scholars of Arabic and Islamic studies who played a vital role in the promotion of Arabic language and literature and awaking of Muslim nation in in Pakistan. Dr. Ihsan was a great Islamic preacher, good writer, eloquent speaker, compassionate and exemplary teacher, an excellent researcher, good mentor and reformer as well. He always strived for the understanding of the Qur'an and the teaching of the Arabic language in Pakistan. He loved Arabic language very much. Listening, speaking, reading and writing Arabic was his favorite pastime. He edited various textbooks in Arabic to develop the expertise of the students in Arabic language. He was also a great admirer of Urdu language. His sermons, speeches, lectures, articles and scholarly writings published in Urdu language were very easy, simple and neat. He speaks in a common sense according to the mental level of the listener and the reader so that the right of communication can be exercised. In this study, I have viewed the impact of Arabic language in his literary services. I adopted the method of description, analytics and historical criticism which covers all the aspects.

KEYWORDS: *Ihsan ul Haq, Shah Hamdan, Ammer kabir Syed, Linguistics relation, Wasi Mazhar Nadvi, Mansoorah Sindh. Quranic Arabic.*

ابتدائیہ: پروفیسر ڈاکٹر حافظ احسان الحق (رحمہ اللہ) 8 دسمبر 1952ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک دینی وعلمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آباء واجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ آپ کے والدِ ماجد مولانا عبد الحق صاحبؒ ایک معروف عالم دین، مبلغ اور پُر اثر خطیب کی حیثیت سے دینی حلقوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے آپ ایک عرصہ تک امیر جماعتِ اسلامی، راولپنڈی بھی رہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں ہی حاصل کی اور تقریباً 12 سال کی عمر میں حفظِ قرآن مکمل کر لیا۔ 1965ء میں والدِ محترم نے منصورہ سندھ ہالا میں (ڈاکٹر صاحب کا چھوٹے بھائی انعام الحق کے ساتھ) دینی تعلیم کی تکمیل کے لیے داخلہ کروادیا۔ جہاں آپ نے درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ درسِ نظامی کی تکمیل پر آپ کو ادارہ کی طرف سے حسنِ کارکردگی کے اعتراف میں تمغۂ **"کردار"** اور تمغۂ **"علم"** عطا کیا گیا۔ 1965ء سے 1972ء تک تقریباً آٹھ سال تک آپ براہِ راست معروف اسکالر پروفیسر سید محمد سلیم صاحبؒ کی شاگردی میں رہے۔ جنہوں نے آپ کی شخصیت وکردار سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ منصورہ سندھ میں تعلیم کے دوران ہی آپ نے 1965ء تا 1970ء تک شاہ ولی اللہ اورینٹل کالج، سندھ ہالا سے مولوی عربی، عالم عربی، اور فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ اُس وقت کالج کے وائس پرنسپل آپ کے اُستاد محترم سید وصی مظہر ندویؒ صاحب تھے جن سے آپ کا انتہائی قلبی رشتہ تھا۔ 2006ء میں جب ٹورنٹو، کنیڈا سے آپ کے اُستاد محترم کے انتقال کی خبر موصول ہوئی تو آپ بہت غمگین ہوئے۔ بار بار ان کا ذکر کرتے اور ان کی کہی ہوئی باتیں دہراتے۔ پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنے

مرحوم اُستاد کی خدمات اور عملی کاوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے زبردست جذباتی کیفیت میں مضمون لکھا جو روزنامہ جسارت مؤرخہ 6 جنوری 2006ء میں شائع ہوا۔ 1972ء میں آپ نے سندھ یونیورسٹی سے بی اے مکمل کیا۔ اور پھر مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آپ نے کراچی یونیورسٹی میں شعبہ عربی میں داخلہ لیا۔1974ء میں شعبہ عربی سے ایم اے عربی مکمل کیا۔ پھر ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کی۔ اور یہیں درس وتدریس سے وابستہ ہوگئے۔ 1976ء میں آپ رشتہِ ازواج میں منسلک ہوگئے۔ تاہم شادی کے بعد بھی تعلیم کا سلسلہ جاری وساری رکھا اور کچھ عرصہ بعد ہی عربی لسانیات میں عبور حاصل کرنے کی غرض سے سعودی عرب کا سفر کیا جہاں جامعہ ملک سعود، ریاض سے "الدبلوم العالي في علم اللغة التطبيقي" دو سال میں مکمل کیا۔ اس تعلیمی سفر نے آپ کی عربی فکر اور تدریسی نقطہ نظر کو ایک نیا رجحان عطا کیا۔ بالخصوص پروفیسر ڈاکٹر محمود اسماعیل الصینی جو اُس وقت جامعہ میں عربی لسانیات کے پروفیسر تھے اُنہوں نے ڈاکٹر صاحب کو اُردو اور عربی کے کے لسانی رشتے جیسے ایک اہم موضوع پر تحقیق کرنے کا شعور بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ سعودی عرب سے واپس آئے تو اسی موضوع پر غور وغوض کرتے رہے اور پھر ڈاکٹر جمیل احمد سابق صدر شعبہ عربی کی مشاورت اور سرپرستی میں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے اسی عنوان کو منتخب کیا آپ کے مقالہ کا عنوان "دراسة مقارنة بين اللغتين الأردية والعربية" تھا۔ آپ نے 1989ء میں پی ایچ ڈی پر بہت ہی عمدہ اور جامع مقالہ پیش کیا۔

تدریسی خدمات: ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی پیشہ وارانہ علمی سرگرمیوں کا آغاز تعلیم وتدریس کے شعبہ سے کیا۔ 1977ء میں آپ بحیثیت لیکچرار، شعبہ عربی جامعہ کراچی میں اُستاد مقرر ہوئے۔ پھر 1984ء میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1993ء میں ایسوی ایٹ پروفیسر اور پھر دو سال کی قلیل مدت میں ہی آپ پروفیسر کے عہدے پر ترقی پاگئے۔ 1994ء سے 1998ء تک آپ شعبہ عربی کے صدر رہے۔ 1995ء میں آپ کی محنت ولگن اور حسنِ کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو شیخ زاید اسلامک سینٹر، کراچی کا ڈائریکٹر مقرر کردیا گیا۔ آپ دو سال اس عہدے پر فائز رہے اور ادارہ کی ترقی کے لیے انتھک محنت کی۔ آپ نے تمام شعبہ جات کو تمام تر جدید سہولیات وٹیکنالوجی سے آراستہ کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو دوبارہ شعبہ عربی کی صدارت کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ آپ نے شعبہ کی بہتری وترقی کے لیے تعمیری کام کیے۔ لائبریری سیٹ کروائی، کمپیوٹر لیب بنائی، شام میں عربی کی زائد کلاسز کا آغاز کیا۔ آپ کچھ عرصہ تک قائم مقام ڈین فیکلٹی آف آرٹس بھی رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آپ اعزازی پروفیسر کی حیثیت سے شعبہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ (1)

ڈاکٹر صاحب کا شمار پاکستان میں عربی ادب کے اُن نامور دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے عربی زبان وادب کی ترقی وترویج میں فعال کردار ادا کیا۔ آپ پاکستان میں قرآن فہمی اور عربی زبان کی درس وتدریس کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ وزارتِ تعلیم کی طرف سے

قومی سطح پر قائم کردہ قرآنی نصاب سازی کمیٹی کے مستقل رکن بھی رہے جو 1992ء میں قائم کی گئی تھی۔اس کمیٹی نے چھٹی سے بارہویں جماعت تک کے نصاب کے لیے بارہ کتابیں مرتب کیں۔ جس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے ایک موقع پر فرمایا:"چھٹی سے بارہویں جماعت تک ایک تہائی قرآن مجید مع ترجمہ پڑھانے کے ساتھ عربی زبان کی تعلیم بھی اس طرح دی جائے گی کہ قرآنی آیات سے طلباوطالبات کا براہ راست ربط پیدا ہو سکے۔اور عربی زبان کی پڑھائی سے قرآن کریم سمجھ کر پڑھنے کے ساتھ اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔اس سلسلے میں چھٹی سے بارہویں جماعت تک کا نصاب تیار کر لیا گیا ہے۔۔۔چھٹی سے نویں اور بارہویں جماعت میں قرآن کریم مع ترجمہ پڑھایا جائے گا۔نئے نصاب کے لیے اساتذہ کی تربیتی ورکشاپس کے ساتھ ہی ان کی رہنمائی کے لیے ورک بک بھی تیار کی گئی ہے۔ تاکہ اگر انہیں کہیں دشواری ہو تو اساتذہ اس سے مدد حاصل کر سکتے ہیں"۔(2)اس کے علاوہ پانچویں جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک کا عربی کا نصاب اور یونیورسٹی کی سطح کے طلبہ وطالبات کے لیے سیرت طیبہ (بی اے) اور عربی (بی اے) کی کتابیں تیار کیں۔ڈاکٹر صاحب نے اُمتِ مسلمہ کی فکری آبیاری واصلاحی تعمیر سازی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔آپ بنیادی طور پر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی فکر سے متاثر تھے۔حضرت علامہ اقبالؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسے چوٹی کے شاعر وادیب آپ کے قلمی وادبی رہنما تھے۔آپ ایک مشفق ومثالی اُستاد، بہترین محقق، خوش بیان مقرر پُراثر خطیب، خوش الحان قاری اور بہترین انسان تھے۔آپ پاکستان ٹیلی ویژن پر خطبہِ حج کا براہ راست عربی سے اُردو ترجمہ بڑے ذوق وشوق سے کیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ مختلف چینلز پر نشر کیے جانے والے دینی پروگرامات میں بھی بطور مہمان شریک رہتے۔ تفہیم دین کے سلسلہ میں پی ٹی وی پر نشر ہونے والا دینی واصلاحی پروگرام **"ہمارا دین"** بہت مقبول ہوا۔ جس کے بنیادی موضوعات عقائد اور اخلاقیات پر مبنی تھے۔

علمی اسفار: ڈاکٹر صاحبؒ نے تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ قومی وعالمی سطح پر منعقد کی جانے والی اسلامی وادبی کانفرنسز میں بطور مندوب ومقرر شرکت کی۔ جن ممالک کا آپ نے سفر کیا اُن میں سعودی عرب، تیونس، برونائی دارالسلام، کویت، مصر، سوڈان، دبئی، عمان، اُردن، جاپان، سینگاپور، آسٹریلیا اور امریکہ شامل ہیں۔ سترہ اٹھارہ برس تک ڈاکٹر صاحب نے شکاگو امریکہ میں موجود مسلم کمیونٹی کی دعوت پر ہر سال صلوٰۃ التراویح اور تفسیرِ قرآن حکیم کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ کی آواز میں اللہ تعالیٰ نے بڑا سوز واثر رکھا تھا جو سننے والوں کو مسحور کر دیتا یہی وجہ ہے عرب بھی آپ کی امامت بڑی فراخ دلی سے قبول کرتے تھے۔اسی طرح مسلم کمیونٹی میں قرآنی عربی کی آسان تفہیم کے لیے انگریزی زبان کو بطور وسیلہ استعمال کرتے تھے۔ آپ عربی، اُردو اور انگریزی پر عبور رکھتے تھے۔اس کے علاوہ سندھی زبان پر بھی قدرت حاصل تھی۔(3)ڈاکٹر صاحب وزارتِ مذہبی امور پاکستان کی طرف سے آسٹریلیا سڈنی میں بھی رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے اور قرآنی مضامین پر لیکچر دینے کے لیے مسلسل دو سال بھیجے گئے۔ ملکی سطح پر بھی آپ نے دروس وتقاریر کی غرض سے کئی سفر کیے۔ متعدد کانفرنسز میں اپنے تحقیقی مقالات کو علمی وادبی انداز میں پیش کیا۔اس کے علاوہ مختلف مقامات پر ہفتہ وار کے حساب سے درسِ

قرآن کا سلسلہ جاری وساری رکھا۔ آپ نے مسجد قبا گلشن اقبال میں جمعہ کے خطبوں میں مکمل قرآن حکیم کی تفسیر لوگوں کے اصرار پر شروع کی جو مسلسل 13 سالوں میں مکمل ہوئی۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو کم ہی خطباء وعلماء کو نصیب ہوتا ہے۔ عربی زبان میں مہارت ودسترس کی وجہ سے قرآن حکیم کا صحیح فہم اور مطلب کافی گہرائی سے جاننے کے باعث زبردست نکتے بیان فرماتے تھے۔ زیادہ تر تفسیر قرآن کریم کی آیات سے ہی ماخوذ ہوتی جو موضوع کے حساب سے خود بخود ان کے سامنے آجاتی تھی۔ اصطلاحات کی وضاحت کے لیے عربی اشعار واقوال بطور مثال پیش کرتے تھے۔(4)

وفات: 21 دسمبر بروز جمعہ آپ اپنی زوجہ اور چھوٹے بیٹے کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لائے جہاں 25 دسمبر کی صبح تہجد کے وقت باضو اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ے یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

اساتذہ: ڈاکٹر صاحبؒ اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ہر معاملہ میں اُن سے مشورے اور اُن کی نصیحتوں پر کاربند رہنے کی کوشش کرتے۔ آپ کے اساتذہ میں سے جن سے آپ کو خاص قلبی لگاؤ تھا اُن میں نمایاں طور پر سرفہرست پروفیسر سید محمد سلیمؒ اور سید وصی مظہر ندویؒ صاحب کی شخصیات ہیں۔ اس کا اندازہ آپ کے اُن مضامین سے ہوتا ہے جو آپ نے ان کے انتقال کے بعد زبردست جذباتی کیفیت میں لکھے: ڈاکٹر صاحب پروفیسر سید محمد سلیم صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے مضمون "پروفیسر سید محمد سلیم، ایک مینارہ نور" میں لکھتے ہیں: "سید صاحب کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ ہمارے 24 گھنٹوں کے اُستاد تھے۔ ان کا کوئی انفرادی ونجی رویہ ان کی دعوت وفکر کے متضاد نہ تھا۔ ان کی خلوتیں وجلوتیں اُن کے اعتقاد ویقین کے عین مطابق تھیں۔ اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو اپنی تقریر وتدریس سے زیادہ اپنے کردار سے متاثر کیا۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے طلبہ کو وحدتِ افکار کی نعمت سے آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ وحدتِ کردار کی نعمت بھی عطا کی"۔

ے وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام

پروفیسر سید محمد سلیم نے اپنی پوری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اور افراد سازی اور رجال کاری کی تیاری میں صرف کردی۔ آپ تاریخ اسلام اور تاریخ عالم کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا تھے۔ اُردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں کے ماہر تھے"۔(5) اسی طرح اپنے شفیق اُستادِ محترم سید وصی مظہر ندوی صاحب کی شخصیت کے بارے اپنے مضمون "میرے اُستاد ومربی" میں فرماتے ہیں: "2006ء کے غموں کی کہانی کا آغاز کچھ اس طرح سے ہوا کہ ہمارے اُستاد ومربی مولانا سید وصی مظہر ندوی 2 جنوری 2006ء کو ٹورنٹو کینیڈا میں خالقِ حقیقی سے جاملے۔۔۔ اگر ان کی زندگی کا خلاصہ بیان کیا جائے تو حضرت علامہ کا یہ شعر ان پر صادق آتا ہے:

ے **اک اضطراب مسلسل غیاب ہو کہ حضور میں خود کہوں تو میری داستاں دراز نہیں**

مولانا جسمانی لحاظ سے دھان پان، مزاج کے اعتبار سے مرقع جلال تھے۔۔۔ مولانا بنیادی طور پر معلم تھے۔ عربی زبان وادب پر گہرا عبور تھا۔ فصیح عربی اظہار پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ کالج کے زمانے میں عربی ادب کی ادق سے ادق کتاب کی تدریس میں مولانا کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ معاملات میں امانت ودیانت کے حوالے سے مولانا کا معیار قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا تھا۔ مولانا ندوی کا ذہنی سانچہ فکرِ مودودی میں ڈھلا ہوا تھا۔ اسلام کے مکمل نظام حیات ہونے پر انہیں کامل یقین تھا۔ دین پر استقامت، کردار کی پختگی، سادگی وقناعت کی اعلیٰ صفات پر آخری دم تک قائم رہے"۔[6] اسی طرح اپنے اُستاد پروفیسر ڈاکٹر سید محمد یوسف مرحوم کے بارے میں فرماتے ہیں: "1974ء سے 1975ء تک تقریباً ایک سال شعبہ عربی جامعہ کراچی میں مجھے پروفیسر ڈاکٹر سید محمد یوسفؒ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کا طریقہِ تدریس سب سے منفرد اور مثالی تھا۔ آپ شعبہ میں زیرِ تعلیم مختلف ممالک کے طلباء وطالبات کو ایک ہی وقت میں عربی، انگریزی اور اُردو زبان میں لیکچر دیا کرتے تھے۔ آپ کا اندازِ تدریس انتہائی آسان اور سادہ تھا۔ عربی اشعار کے اوازن کی صحت معلوم کرنے کے لیے آپ اشعار کو مختلف بحروں میں منقسم کرتے اور اپنی انگلیوں کو ایک خاص انداز سے گھماتے جو طلباء وطالبات کی دلچسپی اور شوق میں مزید اضافہ کر دیتا اور یوں طلباء وطالبات بڑی دلجمعی کے ساتھ آپ کے لیکچر میں شریک ہوتے تھے"۔[7] آپ کے دیگر اساتذہ کرام میں مولانا جان محمد بھٹو مرحوم (متوفی ستمبر 1982ء، آپ نے سب سے پہلے تفہیم القرآن کے سندھی ترجمہ کا آغاز کیا اور تقریباً آٹھ پارے مکمل کر کے خالق حقیقی سے جاملے)، مولانا غلام سرور بھٹو مرحوم (متوفی نومبر 2006ء، سابق جنرل سیکریٹری، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، منصورہ)، مولانا پروفیسر امیر الدین مہر صاحبؒ (متوفی، مدیر جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، منصورہ، ومترجم سندھی تفہیم القرآن)، مولانا شیخ الحدیث آغا محمد مدظلہ (مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد خاص ومہتم جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، منصورہ)، مولانا نور محمد سولنگی مرحوم (متوفی اکتوبر 2012ء، سابق مدیر جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، منصورہ)، مولانا علی محمد کاکیپوٹہ مرحوم (متوفی مارچ 1968ء، آپ سندھی، عربی، اُردو کے جید عالم اور قدیم فلسفہ وادب کے ماہر تھے۔ آپ فلسفہ میں علامہ اقبالؒ کے بھی اُستاد رہے ہیں)، حضرت مولانا ولی حسن ٹونکی مرحوم (سابق مفتی اعظم پاکستان وشیخ الحدیث، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی)، مفتی خلیل الرحمان ربانی مرحوم (مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے شاگرد اور بانی جامعۃ الرشید حضرت مولانا عبد الرشید مرحوم کے اُستاد اور بڑے بھائی ہیں)، مولانا رفیق نثار مرحوم، پروفیسر ڈاکٹر سید محمد یوسف مرحوم، (متوفی جولائی 1978ء، علامہ عبد العزیز میمنؒ کے شاگرد خاص، سابق صدر شعبہ عربی، جامعہ کراچی، وصدر شعبہ اسلامیات، جاس یونیورسٹی، نائجیریا)، پروفیسر ڈاکٹر جمیل احمد مرحوم (متوفی جولائی 1995ء، سابق صدر شعبہ عربی، جامعہ کراچی ومدیر جامعہ الدراسات الاسلامیہ)، ڈاکٹر حبیب الحق ندوی (متوفی فروری 1998ء، سابق اُستاد شعبہ عربی، جامعہ کراچی، آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ منتقل ہوگئے جہاں آپ نے ہارورڈ یونیورسٹی، امریکہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی)،

پروفیسر مولانا عبد الرشید ارشد مرحوم (مؤسس و مدیر ماہنامہ الرشید)، پروفیسر ڈاکٹر محمود اسماعیل الصینی (پروفیسر علم اللغة، جامعہ ملک سعود، ریاض) اور مصر کے ڈاکٹر عزت شامل ہیں۔

شاگرد: ڈاکٹر صاحبؒ اپنے اساتذہ کی طرح اپنے شاگردوں سے بھی محبت کرتے تھے ہمیشہ اُنکے ساتھ شفقت و نرمی سے پیش آتے اور اُن کی کامیابیوں پر فخر محسوس کرتے تھے آپکی زیر نگرانی کئی طلباء و طالبات نے ایم فل اور پی ایچ ڈی مکمل کیا آپکے شاگرد اس وقت ملک کی جامعات میں اعلیٰ تدریسی مناصب پر فائز ہیں جن کا احاطہ کرنا اس مقالہ میں محال ہے۔ ہم یہاں صرف چند نمایاں شاگردوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

1- پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری (سابق وائس چانسلر، جامعہ نذیر حسین، و ڈین کلیہ فنون و سماجی علوم، جامعہ کراچی)
2- پروفیسر ڈاکٹر شہناز غازی (ڈین شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی)
3- ڈاکٹر فقیر حسین حجازی مرحوم (معروف عالم دین و سابق شیخ الحدیث جامعہ حنیفیہ و ڈائریکٹر قرآن فاؤنڈیشن)
4- ڈاکٹر جہاں آراء لطفی، اسسٹنٹ پروفیسر (شیخ زاید اسلامک سینٹر، کراچی)
5- سیدہ زینب فاطمہ (صدر شعبہ عربی، جامعہ کراچی)
6- ڈاکٹر عاصف سلیم، اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ عربی، جامعہ کراچی)
7- ڈاکٹر محمد عمران لطیف، اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ عربی، جامعہ کراچی)
8- ڈاکٹر محمد عبد الحمید نبیل، اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ عربی، جامعہ کراچی)
9- ڈاکٹر محمد فیض الابرار، اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ عربی، جامعہ کراچی)
10- ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف، اسسٹنٹ پروفیسر (سابق صدر شعبہ عربی، جامعہ وفاقی اُردو، کراچی)
11- ڈاکٹر محمد جمیل بندھانی، (سابق ڈین اسلامک اسٹڈیز و ایجوکیشن، جامعہ میٹروپولیٹن، و ڈائریکٹر، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ وفاقی اُردو، کراچی)
12- عبد اللہ محمد یوسف خان، لیکچرار (شعبہ عربی، جامعہ کراچی) ڈاکٹر محمد نعیم اشرف، لیکچرار (شعبہ عربی، جامعہ نمل، اسلام آباد)
13- ڈاکٹر عمیر رئیس الدین، لیکچرار عربی (جامعہ سندھ مدرسۃ الاسلام، کراچی)
14- عبد الرحمن صدیقی (معروف مترجم العربیہ اُردو نیوز)
15- قاضی سمیع اللہ (سینئر صحافی و کالم نویس، روزنامہ جرأت، کراچی)
16- عالیہ خان بنت عبد الحق (سابق سیکریڑی، امارات قونصلیٹ، کراچی)

17- **دینی وادبی خدمات کا جائزہ:** ڈاکٹر صاحب کی دینی وادبی خدمات یوں تو ایک مفصل کتاب کا تقاضا کرتی ہیں۔ مگر اس مقالہ میں ہم اُن کی عظیم الشان علمی خدمات کو بطور نمونہ اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف ومقالات کو ہم مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں: (۱)عربی کتب (۲)اُردو کتب (۳)عربی مقالات (۴) اُردو مقالات (۵)اُردو مضامین

عربی کتب: ذیل میں ہم ڈاکٹر صاحب کی عربی کتب کا مختصر تعارف پیش کررہے ہیں:

1. **دورة القرآن الكريم، الكتاب الأساسي (جز اول تا ثالث):** یہ کتاب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلا جز 126 صفحات پر مشتمل ہے جس کو جمعیۃ نشر اللغۃ العربیۃ، کراچی نے فروری 1991ء میں پہلی بار شائع کیا۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسباق کو "اسم" کی ترتیب سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی پہلے آسان مثالوں کے ذریعے اسم اور اس کے تمام متعلقات کو زیر بحث لایا گیا ہے پھر فعل کے اسباق کو مرتب کیا گیا ہے۔ مؤلف کے مطابق شروع اسباق میں ہی اسم کے ساتھ فعل کی بحث طلبہ کو اُلجھا دیتی ہے اور ان کی دلچسپی اور سیکھنے کے عمل میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ مجموعی طور پر کتاب بہت آسان اور عربی زبان میں طلباء وطالبات کی بنیادی مہارات نکھارنے کے لیے بہت مفید ومعاون ہے۔ اس کتاب کا دوسرا جز 110 صفحات پر مشتمل ہے جو جنوری 1992ء میں شائع ہوا جبکہ تیسرا اور آخری جز مئی 1992ء میں جمعیۃ نشر اللغۃ العربیۃ نے شائع کیا ہے۔
2. **القاموس العربي الأساسي:** ڈاکٹر صاحب کی عربی زبان میں ایک اور اہم کاوش "القاموس العربی الأساسي" کی تصنیف ہے۔ بنیادی طور پر یہ کتاب ایک مشترکہ کاوش ہے۔ ادارتی بورڈ میں سرفہرست ڈاکٹر صاحب ہیں ان کے علاوہ دیگر چار مشہور مؤلفین کی خدمات بھی اس کتاب کی ترتیب میں شامل ہے۔ یہ کتاب 340 صفحات پر مشتمل ہے۔ جو جمعیۃ نشر اللغۃ العربیۃ کے زیر اہتمام مدون کی گئی۔ اور مطبع ٹیکنیکل پرنٹرز، کراچی نے شائع کیا ہے۔
3. **المحادثة العربية (بمعہ انگریزی ترجمہ):** یہ کتاب بھی ایک مشترکہ کاوش ہے جو جمعیۃ نشر اللغۃ العربیۃ کے زیر اہتمام 1981ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے ادارتی بورڈ میں محمد ابن خلیل عرب جیسے نامور دانشور شامل ہیں۔ یہ کتاب 138 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ 1982ء میں شامل ہو جو 146 صفحات پر مشتمل ہے۔
4. **الكتاب الأساسي في تعليم اللغة العربية (غیر مطبوعہ)**

اُردو کتب:

1- **اُردو عربی کے لسانی رشتے:** ڈاکٹر صاحب کی یہ علمی کاوش اُردو عربی لسانیات کے طلباء وطالبات اور محققین کے لیے ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔۔ 151 صفحات پر مشتمل یہ کتاب دسمبر 2005ء میں قرطاس پبلشرز، جامعہ کراچی نے شائع کی۔ کتاب سات ابواب

اور سولہ صفحات پر مشتمل ایک جامع مقدمہ پر مشتمل ہے۔ جس میں ڈاکٹر صاحب نے لسانیات کے علم کی ابتداء وارتقاء کے لیے کی جانے والی کاوشوں اور بین الاقوامی ماہرین لسانیات کی تحقیقات کا مختصراً جائزہ پیش کیا ہے۔ اسی طرح نظری اور اطلاقی لسانیات کی تقسیم کے تحت تمام متعلقہ علوم واقسام کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں جدید لسانیات کی شاخوں کو ایک چارٹ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جو انتہائی مفید ودلچسپ ہے۔ پہلا باب **"اُردو کا ماخذ"** کے تحت اُردو زبان کی پیدائش، مختلف ادوار میں لفظ "اُردو" کے لیے استعمال ہونے والے مختلف ناموں کی بحث وتحقیق کے لیے مختص کیا گیا ہے نیز اُردو زبان کا عربی عنصر اور اس کی آفاقیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا باب **"عربی زبان ایک تعارف"** کے عنوان سے ہے جس میں عربی زبان کی قدیم تاریخ، خصوصیات، لہجات، حروف، قواعد سے متعلق معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔ تیسرے باب **"اُردو عربی کے تاریخی وتہذیبی روابط"** کے تحت عرب وہند کے تاریخی وتہذیبی تعلقات اور لسانی اشتراک کی اہمیت کی وضاحت کی گئی ہے۔ **ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:** "عربی زبان سے صرف اُردو زبان یا مسلم معاشرہ ہی متاثر نہیں ہوا بلکہ ہندوستان کی ہر قوم اور ہر بولی اس زبان سے مستفید ہوئی ہے۔ مذہبی مصطلحات ہر زبان میں بعینہٖ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح دینی حوالہ سے اُردو زبان میں مستعمل عربی مفردات گویا ہمارا اُوڑھنا بچھونا بن گئے ہیں۔ لسانیاتی نقطہ نظر سے بھی اُردو میں مہارت وکمال عربی میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں۔ عربی سے غفلت وبے اعتنائی اُردو کے جمود پر منتج ہو گی۔

ترجمہ واصطلاحات سے ہٹ کر عربی ہمارے قدیم اُردو لٹریچر کو بھی کماحقہ سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

ولی کا بہت مشہور شعر ہے۔

مسندِ گل منزل شبنم ہوئی دیکھ رتبہ دیدہ بیدار کا

اس شعر کی پاکیزگی اس وقت ظاہر ہو گی جب ہم اس حدیث کا مطالعہ کریں کہ **"من خَتم له بقيام الليل ..ثم مات فله الجنة"** (جس شخص کا خاتمہ قیام اللیل پر ہو پھر مرجائے تو اس کے لیے جنت ہے) شعر میں جنت کو مسندِ گل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ میر کا شعر ہے۔

تھا مُستعار حسن سے اسکے جو نور تھا خورشید میں بھی اس ہی کا ذرہ ظہور تھا

اس کو سورۃ زمر کی اس آیت کی روشنی میں پڑھا جائے تو کتنا لطف حاصل ہو گا **"وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا"** (اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھی) مومن کا شعر ہے۔

کیوں سنے عرض مضطر اے مومن صنم آخر خدا نہیں ہوتا

اس شعر کی تلمیح جب تک نہ سمجھی جائے کوئی لطف پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اس آیت کی روشنی میں نہ پڑھا جائے۔ **"أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ"** (خدا کے سوا کون ہے جو مضطر کی دعا کو سنے) ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اُردو صرف اپنے ذخیرہ الفاظ ہی میں

عربی سے مالامال نہیں، بلکہ اس کا شعری وادبی ذخیرہ بھی عربی تلمیحات واستعارات سے لبریز ہے۔[8] چوتھے باب کا عنوان **"اُردو عربی حروف وحرکات کا اشتراک"**، اُردو عربی حروف پر اجمالی نظر، اُردو میں عربی فارسی حروف حرکات وعلل اور اُردو رسم الخط کے ذیلی عنوان کے تحت مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ پانچواں باب اُردو عربی صوتیات کے لیے مختص ہے۔ باب ششم میں اُردو قواعد اور ان پر عربی اثرات کی تفصیل دی گئی ہے۔ باب ہفتم میں مفردات یا ذخیرہ الفاظ کے متعلق تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس باب کا خاص حصہ نظائر خادعہ کے تحت وہ الفاظ دیئے گئے ہیں جن کے عربی معنی اور اُردو استعمال میں فرق ہے۔

2- **قرآن کا عائلی قانون:** ڈاکٹر صاحب نے اگست 1991ء میں ایم اے اسلامیات اور قانون کے نصاب کے مطابق طلباء وطالبات کے لیے 100 صفحات پر مشتمل یہ کتاب **"قرآن کا عائلی قانون"** ترتیب دی۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے خاندانی نظام کے اہم مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے جن میں نکاح، مہر، طلاق، خلع، نان ونفقہ، رضاعت، ایلاء، لعان، ظہار، زنا، قذف، سرپرستی کے احکام، وصیت اور وراثت جیسے مسائل سر فہرست ہیں۔ ادارہ معارف اسلامی، کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔

3- **سوچنے کی باتیں:** ڈاکٹر صاحب کی ایک اور مختصر وجامع کتاب **"سوچنے کی باتیں"** ہے۔ یہ کتاب قرطاس پبلشرز، کراچی کے زیر اہتمام 2014ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب اصل میں ڈاکٹر صاحب سے روزمرہ کے مسائل کے متعلق پوچھے گئے سوال جواب کا مجموعہ ہے۔ یہ سوال جواب کا سلسلہ روزنامہ جسارت میں شائع ہوتا تھا بعد میں ان کو مختلف عنوانات کے تحت یکجا کر کے کتابی شکل دے دی گئی۔ کتاب میں تقریباً 38 جدید سلگتے ہوئے موضوعات پر سیر حاصل علمی بحث کی گئی ہے۔ کتاب مختصر اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں ہے جو قارئین کے لیے انتہائی مفید ومعاون ہے۔

4- **امیر کبیر سید علی ہمدانی: حالات وافکار واوراد:** 96 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 1993 میں ادارہ معارف اسلامی، کراچی نے شائع کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس مختصر کتاب میں جامع انداز میں امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان کے سیرت وافکار پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ابتداء میں مؤلفؒ نے امیر کبیر سید علی ہمدانی اوران کے خاندان کا جامع تعارف پیش کیاہے پھر اس کے بعد ان کے مقصدِ حیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتھ ہی ان کی کچھ تحریروں کی بھی فہرست ذکر کی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے شاہ ہمدان کی شخصیت کا علامہ اقبالؒ کے اشعار کی روشنی میں خوبصورت انداز میں تجزیہ پیش کیاہے جو اقبال نے شاہ ہمدان کے حوالے سے **"جاوید نامہ"** میں ذکر کیے ہیں۔ کتاب کے آخری حصہ میں مؤلفؒ نے اوراد کا اُردو ترجمہ پیش کیاہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے ننانوے صفاتی نام میں سے ہر ایک کی جامع وضاحت کی ہے۔

عربی مقالات:

1- أهمية الطرق الحديثة في تعليم اللغة العربية وأسباب أهمالها في باكستان.[9]

2- أساليب الدعوة في الآيات الكونية [10]

3- الإستشهاد بالشعر الجاهلي في تفسير القرآن الكريم [11]

4- ارتباط نظرية الغزالي بعقيدة التوحيد [12]

5- الإمام الطبري ومنهجه في تفسير كتاب الله [13]

6- جوانب من صعوبة التشابه والإختلاف بين اللغتين العربية والأردية [14]

اُردو مقالات:

1- تعلق بالقرآن کے تقاضے [15]

2- بلوچستان میں عربی کا فروغ وارتقاء [16]

3- اُردو وعربی کے تاریخی وتہذیبی روابط [17]

4- اُردو عربی کے لسانی رشتے [18]

5- اُستاد بحیثیت داعی [19]

6- اُردو عربی لفظیات - تقابلی جائزہ [20]

7- سندھ پر عربوں اور اسلام کے احسانات [21]

8- شاہ ہمدان کلام اقبال کی روشنی میں [22]

9- عربی زبان کی لسانیاتی وبلاغی خصوصیات [23]

10- اُردو عربی قواعد - ایک تقابلی جائزہ [24]

11- سنت نبویہ سے اخذ واستفادہ کے اصول ومبادی [25]

12- لسانیت کا ایک تاریخی جائزہ [26]

13- اندلسی ادب کے بنیادی مصادر [27]

14- وسط ایشیاء میں علوم عربیہ واسلامیہ (عہد سامانی میں) [28]

15- اُردو عربی صوتیات [29]

16- اُردو عربی حروف پر اجمالی نظر [30]

اردو مضامین:

1. سوڈان کی عالمی امن کانفرنس[31]
2. میرے اُستاد و مربی[32]
3. اسلامک سرکل آف جاپان، روشنیوں اور محبتوں کا دائرہ[33]
4. اصلاحِ نفس اور اسمائے حسنیٰ[34]
5. حسن البناء میری نظر میں[35]
6. ابلاغ عامہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں[36]

اس کے علاوہ متفرق مضامین جس میں رسول اکرم ﷺ کا مقام مبارک، معراج مبارک، حضور اکرم ﷺ کے نظام عدل کی خصوصیات، حضور اکرم ﷺ بحیثیت پیغمبر امن وسلامتی، چند محاورات نبوی ﷺ یہ سب مضامین ترجمان القرآن، افکار معلم، الحنیف، مقالات سیرت، ماہنامہ آگہی وغیرہ میں چھپ چکے ہیں۔

اُردو تحریروں میں عربی زبان کے اثرات: ڈاکٹر صاحب عربی زبان سے بہت محبت کرتے تھے۔ عربی سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ذرائع ابلاغ میں اہل عرب کی طرف سے نشر ہونے والی تحریروں میں اکثر اغلاط کی نشاندہی کرتے جس پر وہ انہیں اپنا پروفیسر تسلیم کرتے تھے۔ آپ کی فصاحتِ لسانی کے سبب عالم اسلام کی سب سے بڑی اور قدیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر نے کئی بار آپ کو تدریس کی دعوت دی۔ اسلامک سینٹر شکاگو، امریکہ نے آپ کی قرآنی خدمات کو جاری وساری رکھنے لیے مکمل رہائش اور قیام کی پیش کش کی جس کو ڈاکٹر صاحب نے شکریہ کے ساتھ رد کرتے ہوئے اپنے وطنِ عزیز کو ترجیح دی۔ طلبا وطالبات میں عربی زبان میں استعداد پیدا کرنے کے لیے آپ نے مختلف نصابی کتابیں عربی زبان میں تدوین کیں۔[37] ڈاکٹر صاحبؒ اُردو زبان کے بڑے قدردان تھے۔ آپ کے اُردو زبان میں نشر ہونے والے خطبات، تقاریر، دروس، مضامین اور علمی وادبی نگارشات انتہائی مدلل، سادہ اور شستہ انداز میں ہوتی تھیں۔ آپ عام فہم انداز میں سامعین اور قارئین کی ذہنی سطح کے مطابق بات کرتے تاکہ ابلاغ کا حق ادا ہو سکے۔ تاہم ادبی نگارشات بالخصوص تفسیری ادب میں آپ جابجا اصطلاحات کی وضاحت کے لیے عربی اشعار واقوال بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ہم یہاں آپ کی اُردو تحریروں میں عربی زبان کے اثرات کی چند مثالیں بطور نمونہ پیش کر رہے ہیں: ڈاکٹر صاحب تقویٰ کی اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "تقویٰ کا لفظی معنی ہی احساس ذمہ داری ہے۔ ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں پرہیزگاری۔ خدا خوفی۔ یہ بھی درست ہے یہ اصطلاحی معنی ہے۔ ایک مشہور جاہلی شاعر اپنی اونٹنی کے لیے جب وہ پتھروں پر چلتی ہے تو کہتا ہے: "وتقي إذا مست مناسمها الحصى" (کہ میری اونٹنی سنگ ریزوں پر چلتی ہے تو تقویٰ اختیار کرتی ہے)۔ کہ کہیں وہ نوکیلے پتھر اُس کو زخمی نہ کر دیں وہ احتیاط سے چلتی ہے قدم آہستہ

آہستہ اُٹھا کر چلتی ہے نوکیلے پتھروں سے اپنے آپ کو بچا کر چلتی ہے اسی سے ہم دعا میں بھی کہتے ہیں:"وقنا عذاب النار"۔[38]اسی طرح ایک اور جگہ لفظ "دین" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"یہاں مٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ میں "دین" کا لفظ جزائے عمل کے لیے استعمال ہوا ہے یہ دین کا لفظ عربی زبان میں دو معنوں میں آتا ہے عربی کا محاورہ ہے "كما تدين تُدان"(جیسا کروگے ویسا بھروگے)۔لفظ "دین" عمل کے لیے بھی اور لفظ دین اس کی جزا کے لیے بھی آتا ہے۔ اس لیے یہاں پر دوسرے معنوں کے لیے استعمال ہوا ہے عمل کی جزا کے لیے"۔[39]لفظ "اثم" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"اثم" کے لفظ کا ہم عام ترجمہ گناہ کرتے ہیں۔لیکن اثم کا مطلب نقصان بھی ہے عربی میں کہتے ہیں: "اثمت الناقة" (اونٹنی نے اثم کیا ہے) یعنی اپنی رفتار کے ساتھ جو اونٹنیاں چل رہی تھیں وہ اُن سے پیچھے رہ گئی۔سُست رو ہوگئی۔ چل نہیں پا رہی۔ یہ جو نقص ہے جو خرابی ہے اس کے لیے بھی عربی میں "اثمت" لفظ استعمال ہوتا ہے"۔[40]طاغوت کی اصطلاح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"طاغوت "کا لفظی معنی ہے حد سے گزر جانے والا۔ پھر اس سے مراد ہے ہر وہ انسان ہر وہ نظام اور پھر خود شیطان بھی اس کے اندر آجاتا ہے جو حدودِ الٰہی کی پرواہ نہ کرے۔ حدودِ الٰہی سے تجاوز کرے تو"طغی "کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں یہ لفظ پانی کے لیے بھی بولا جاتا ہے اُردو میں اسی سے طغیانی بولا جاتا ہے کہ پانی میں طغیانی آگئی۔ "طغى الماء"۔(پانی سرکش ہوگیا)۔[41]اسی طرح سورۃ الاخلاص کی تفسیر میں "اَحد" اور "صمد" کے معانی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"احد عربی میں یکتا ہونے کو کہتے ہیں۔ایک ہونے کے لیے واحد کا لفظ آتا ہے وہ ایک نہیں ہے جو صفر کے بعد شروع ہوتا ہے بلکہ وہ یکتا ہے یعنی احدیت اُس کی صفت ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی احدیت کی صفت نہیں رکھتا۔ اگر احد کی جگہ واحد کہا جاتا تو پھر ایک کے بعد دوسرے عدد ہونے کا امکان پایا جاتا۔ وہ کسی عدد کا محتاج نہیں ہے۔اسی لیے وجود کے امکان کے لیے عربی زبان میں احد کا لفظ آتا ہے جیسے آپ انگریزی میں کہتے ہیں Anyone اور اسی طرح عربی میں کہتے ہیں: "هل جاءك أحد" Anyone came to you (کوئی آپ کے پاس آیا)۔یعنی وہ ایک ہے لیکن ایک یکتا ہونے کے معنی میں ہے۔۔۔"[42]اسی طرح "الصمد" کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"حقیقت یہ ہے کہ لفظ "صمد" کا ترجمہ کسی زبان میں نہیں کیا جاسکتا۔ صمد کا مطلب یہ ہے کہ وہ کھوکھلا نہ ہو، جو بہت مضبوط ہو اور جس کے اندر کوئی نقص اور کوئی عیب نہ ہو، اور جو تمام صفات سے متصف ہو۔ جو مکمل ہو۔ جس کے اندر کوئی خلا یا جھول یا کوئی عیب یا کوئی نقص نہ ہو وہ ہے **صمد**، عربی زبان میں آج بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص جو ہے **"هو صمود في موقفه"** (کہ وہ اپنے نقطہ نظر میں بڑا ڈٹا ہوا ہے) یہ لفظ بولتے ہیں ایسے موقع پر جب کسی شخص کی رائے میں کوئی جھول نہ ہو، وہ اپنی رائے میں ڈٹا ہوا ہو۔ بہت مضبوط ہو۔ حقیقی معنوں میں مخلوقات میں صمد کوئی بھی نہیں ہے"۔[43]اسی طرح ایک اور مقام پر خاموش رہنے سے متعلق مشہور حدیث (جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اُس چاہیے کہ جب بھی وہ بات کرے تو بھلی بات کرے اچھی بات کرے۔ یا خاموش رہے) بیان کرنے کے بعد عربی محاورہ

بطور دلیل استعمال کرتے ہیں: "من سكت سلم" (جو شخص خاموش رہا وہ محفوظ رہا)۔[44] اسی طرح انسانی زندگی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے عربی شعراء کے اشعار نقل کرتے ہیں: "انسان ہی کو دیکھ لیجیے کہ کس طرح سے اُس نے تراب مٹی سے جنم لیا اور پھر اس کے بعد نطفہ کی شکل میں نسل در نسل اس کی تخلیق ہو رہی ہے لیکن کیا ہے پہلے بچپن ہے بچپن کے بعد جوانی ہے جوانی کے بعد بڑھاپا بعضوں کو بچپن ہی میں بلا لیا جاتا ہے بعض لوگوں کو جوانی ہی میں آواز دی جاتی ہے بعض وہ ہیں وہ چاہتے ہیں کہ بہت زندگی گزر گئی زندگی سے تھک جاتے ہیں مگر موت اُنہیں نہیں آتی موت کو وہ پکارتے ہیں کہ زندگی اب اُن کے لیے بوجھ بن گئی ہے۔ جیسا کہ مشہور عربی شاعر زہیر بن ابی سلمی کہتا ہے کہ:

سَئِمتُ تَكاليفَ الحَياةِ وَمَن يَعِش ثَمانينَ حَولاً لا أَبا لَكَ يَسأَمِ

(میں زندگی اور اس کی تکالیف اور اس کی آزمائشوں سے اب بہت بور ہو چکا ہوں اور جو شخص اسی برس تک جی لے تو وہ تھک ہی جاتا ہے وہ اسی برس کی زندگی کے بعد اب زندگی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا ہے) ایک اور عربی شاعر لبید بن ربیعہ زندگی کے متعلق کہتا ہے کہ:

ولقد سئمتُ منَ الحياةِ وطولِها وسؤالِ هذا الناسِ كيفَ لبيدُ

(میں زندگی اور اس کی طوالت سے اُکتا گیا ہوں اور میں لوگوں کے یہ بار بار پوچھنے سے بھی بیزار آگیا ہوں کہ لبید کا کیا حال ہے)

گویا یہ کہ کچھ کو یہ عمر دی جاتی ہے کہ وہ اپنی عمر سے ہی گریزاں ہوتے ہیں اپنے آپ سے نالاں ہوتے ہیں لیکن ان کو بھی بہر حال ایک دن جانا ہے تو فرمایا کہ "ہر چیز کا ایک مقررہ وقت ہے اور جب وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو کوئی پس و پیش نہیں ہوتی"۔[45]

اسی طرح "شاہ ہمدان کلام اقبال کی روشنی میں" وطن کی محبت کے حوالے سے لکھتے ہیں: حضرت علامہ اقبالؒ کشمیری الاصل تھے اس وجہ سے ان کا کشمیر سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ وطن کی محبت ایک اٹل حقیقت اور ایمان کا جز ہے۔ بقول شاعر عربی پھر ابو تمام کا شعر نقل کرتے ہیں:

كمْ منزل في الأرضِ يألفه الفتى وحنينُه أبداً لأولِ منزلِ

(نوجوان زمین میں کتنی جگہوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی آتشِ شوق اس کی اصل جائے سکونت کے لیے بھڑکتی رہتی ہے)[46]

اسی طرح مزید علامہ شاہ ہمدان کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہوئے عربی ترکیب نقل کرتے ہیں: "اس خراج تحسین کے بعد علامہ شاہ ہمدان کو حق و باطل اور خوب و ناخوب کی کشمکش میں قنوطیت پسند نہیں بلکہ رجائیت پسند کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں ایک ایسی شخصیت جو "تعرف الأشياء بأضداها" کے حوالہ سے حق کے لیے باطل خوب کے لیے ناخوب اور نور کے لیے ظلمت کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے"۔[47] اسی طرح آپ معانی کی بہترین صوتی ترجمان کے عنوان سے عربی کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عربوں میں ابن جنی نے اپنی کتاب "الخصائص" میں باب باندھا ہے۔ باب في تصاقب الألفاظ تصاقب المعاني (الفاظ کے طمطراق میں معانی

طمطراق کا باب) عربی کی اسی خصوصیت کی بنا پر بہت سے اہل علم کا ذہن اس طرف منتقل ہوا۔ کہ عربی ام الالسنہ ہے۔ کیونکہ عربی زبان نے ابتدائی آوازوں کو صرف محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ وہ ان تمام کڑیوں کا بھی پتہ دیتی ہے جن کی طرف دنیا کی دوسری قدیم زبانیں کم رہنمائی کرتی ہیں۔ شیر خوا بچہ جب بھوکا ہوتا ہے تو وہ رونے کے ساتھ دودھ کی خواہش کے اظہار کے لیے غون، غان یا آغون آغون کی آواز نکالتا ہے۔ اور ماں کا دودھ پیتے ہوئے بھی وہ ناک سے ایک مبہم آواز نکالتا ہے جسے عربی میں غمغمہ کہتے ہیں۔ یہ شفوی حلقی دودھ کی خواہش کی بہترین ترجمان ہے۔ اس سے " **غَمْغَمَ الثَّوْرُ** اور **غَمْغَمَ الاِبْطَالُ** "خوف کے وقت بیل کی آواز اور معرکہ آرائی میں جنگوں کی آواز جیسی تراکیب بنالی گئیں۔ اسی طرح جب بچہ مناغات کے مرحلہ سے آگے بڑھتا ہے تو وہ پیاس کے لیے ام۔ ام اور مم جیسے الفاظ ادا کرتا ہے۔ اس سے ام اور ماء جیسے عربی الفاظ وجود میں آئے۔ پیاس کے اظہار کے لیے یہی "اَم" عربی میں آم کی شکل اختیار کر گیا۔ آم-یؤوم- سخت پیاسا ہونا۔ اسی سے "آم الرجل إلى المرأة." مرد کو عورت کی پیاس ہوئی" جیسے جملوں میں اس فعل کا مجازی استعمال ہوا۔ یہی ام مزید شکلیں بدلتا ہے۔ "**حام الرجل**"- آدمی سرگرداں ہو گیا۔ سخت پیاسا ہو گیا۔ "حام الطائر حول الماء"۔ پرندہ پانی کے گرد پیاس کی وجہ سے منڈلایا۔ "عامت النجوم في منازلها"۔ ستاروں نے اپنی منزلوں میں گردش کی"۔[48] اسی طرح سنان بن سلمۃ بن المحبق الہذلی کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: "سنان بن سلمۃ الہذلی کے ہاتھوں پورے بلوچستان کی فتح ہوئی۔ فتح کے بعد انہیں یہیں گورنر مقرر کیا گیا۔ دو برس تک آپ رہے اور پھر یہیں انتقال کر گئے۔ ایک شاعر نے ان کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

حل بقصدار فتحي بها　　في القبر لم يغفل مع الغافلين

لله قصدار واعنا بها　　أى فتى دنيا اجبت ودين [49]

ایک اور مقام پر سابق اُستاد مدینہ یونیورسٹی (دارالحدیث) غلام قادر صاحب کے سوانح میں لکھتے ہیں: "غلام قادر صاحب مدینہ کے قیام کے دوران وہاں کے رسائل میں اکثر و بیشتر مضامین لکھتے رہے ہیں۔ کچھ مضامین "المنھل" میں چھپے۔ اس کے علاوہ قومی و ملی ترانہ لکھنے اور چھوٹی چھوٹی بحروں میں آسان ترین زبان میں نظمیں لکھنے پر خصوصی دسترس حاصل ہے۔ مثلا: ایک حمدیہ نظم ملاحظہ فرمائیں:

النظر لغيم الخالق　　بين الربوع الشاسعة

النظر طيور الشادعة　　تحمد ربا واحدا

النظر لآفاق ا لغبر　　النظر رياض الوارنة

النظر مياه الطيبة　　الجارية في الأردية

ایک اور نظم جس کی موسیقیت، سلاست اور نغمگی اس کے ہر ہر لفظ سے عیاں ہے۔ ملاحظہ ہو بیٹی ماں کے نام خط لکھتی ہے۔ اور کہتی ہے:

أمي أليك عرلفيتي　　أعلى ا لمخاد تحيتي

أمي بعثت رسالتي　　عيدي الحنان لا نبتك
أمي التمست بعبرتي　　عيدي على بشاشتي
أمي بعثت تحيتي　　ارجو جواب محتبي
طال الزمان وغربتي　　أجوك أمي اشفقي
أمي الحنونة ارفقى　　انا شظر وعيديتي

مزید لکھتے ہیں کہ اس کا یہ مفہوم نہیں کہ مدنی صاحب کی شاعری صرف انہی موضوعات پر منحصر ہے بلکہ ان کی شاعری میں ایسے اشعار بھی ہیں جو فکر کی گہرائی اور فلسفیانہ رنگ لیے ہوئے ہیں:

فلما أراني في الحب أنك حاضري　　رأيتك شهودا بك دكان
فخاطبت معروفا بغير تلكم　　ولاحظت معلوما بغير عيان[50]

اس طرح کی بیش بہا مثالیں آپ کی تحریروں میں موجود ہے۔ ہم نے طوالت کے خوف سے چند ہی ذکر کی ہیں۔

اعزازوانعامات: 1982ء میں وزارتِ مذہبی امور کی طرف سے سیرت ایوارڈ سے نوازا گیا۔

1. 1987ء حکومتِ کشمیر کی جانب سے شاہ ہمدان ایوارڈ عطا کیا گیا۔
2. **اپریل 1989ء میں امریکہ کے شہر کنساس کی اعزازی شہریت سے نوازا گیا۔**
3. 1992ء میں برونائی دارالسلام سے اکیڈمک شیلڈ حاصل کی۔
4. دسمبر 2001ء میں یونیورسل فاؤنڈیشن کنساس نے بہترین امام کے سرٹیفیکیٹ سے نوازا۔
5. رکن اسلامک سوسائٹی، سنگاپور۔
6. تاحیات رکن جمعیۃ نشر اللغۃ العربیۃ، کراچی

خلاصہ بحث: 1- پروفیسر احسان الحق (رحمہ اللہ) عربی زبان وادب کے نامور دانشور، پُراثر خطیب، بہترین محقق و لکھاری، مثالی و شفیق اُستاد اور بہترین انسان تھے۔

2- عربی زبان وادب کے فروغ کے لیے آپ نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو مختلف اعزازات سے نوازا گیا۔

3- پاکستان میں عربی زبان وادب کے فروغ اور طلبہ وطالبات میں عربی صلاحیتوں کو پختہ اور پروان چڑھانے کے لیے آپ نے مختلف نصابی کتابیں مرتب کیں۔ آپ قومی سطح پر قائم کردہ نصابی کمیٹیوں کے بھی باقاعدہ رکن رہے۔

5- ڈاکٹر صاحب نے اُمتِ مسلمہ کی فکری آبیاری واصلاحی تعمیر سازی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا نمایاں کارنامہ قرآن مجید کی صوتی تفسیر ہے جو آپ نے خطباتِ جمعہ میں مکمل کی۔ اس تفسیر کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

6- علمی وادبی میدان میں آپ کی قابلِ تحسین تحقیقی کاوش اُردو اور عربی زبان کے لسانی رشتے کا مطالعہ ہے۔ یہ کتاب اس موضوع پر بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

7- قومی اور بین الاقوامی مجلات میں آپ کے شائع شدہ عربی اور اُردو تحقیقی مقالات اور مضامین مستند علمی وادبی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

8- جامعات کی سطح پر تحقیقی مقالہ جات اور تصنیف وتالیف پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مراجع وحواشی

---

1 -برقی پتا:https://prabook.com/web/ihsan_ul.haq/261550

2 -روزنامہ جنگ(1999ء)، کراچی، جمعہ، 3اپریل

3 -طاہر مسعود، ڈاکٹر(2017ء)، صاحب دل، صاحب فکر ڈاکٹر حافظ محمد احسان الحق، فرائیڈے اسپیشل، 2-8جون، ص:37

4 -رقیہ احسان(2019ء)، نایاب ہیں ہم، ماہنامہ بتول، لاہور، جولائی، ادارہ بتول، لاہور، ص:59

5 -برقی پتا:https://drive.google.com/file/d/1Gkuk3ZwT9OhOe5H4D8VC__S5V8vqn0Gc/view?usp=sharing

6 -روزنامہ جسارت(2006ء)، کراچی، جمعہ، 06جنوری

7 -عاصف سلیم، ڈاکٹر(2017ء)، جمالیات فن المقال عند الدکتور سید محمد یوسف، مجلۃ أفکار، جنوری-جون، انسٹیٹوٹ سوشل سائنسز اینڈ ڈیولپمنٹ، کراچی، ص:124-125

8 -احسان الحق، پروفیسر(2005ء)، اُردو عربی کے لسانی رشتے، کراچی، قرطاس پبلشرز، طبع اول، ص:72-73

9 -محاضر جلسات مؤتمر اللغة العربية العالمية (1408هـ)، جمعية نشر اللغة العربية، كراتشي باكستان، رجب ، رقم الصفحة: 148-152

10 – مجلة الفاروق(1991ء)، العدد السادس والعشرون، شوال- ذوالقعدة، ذوالحجة، هـ1411/1991م، ص: ،: 6-9

11 – مجلة الفاروق(1991ء)، العدد السادس والعشرون، محرم- صفر ، ربيع الأول ـ1422/1991م، ص: 5-9

12 – البعث الإسلامي(1990م)، المجلد:35، العدد الخامس، محرم الحرام 1411هـ/ أغسطس1990م، ص: 37-45

13 – البعث الإسلامي(1990م)، المجلد:35، العدد الثامن، ربيع الثاني وجمادي الأولي 1411هـ/ نوفمبر-ديسمبر، ص: 57-47

14 – الدراسات الإسلامية (1998ء)، مجمع البحوث الإسلامية، الجامعة الإسلامية العالمية، اسلام آباد، باكستان، المجلد: 23، عدد: 1، ص: 92-79

15 -ماہنامہ فاران(1994ء)، کراچی، جلد نمبر:1، شمارہ نمبر:11، اگست، ص:35-36

16 -ندوی، عبدالحق، ڈاکٹر، (1975ء) پہلی قومی کانفرنس برائے فروغ عربی، 15-18اپریل:1975ء، شعبہ عربی جامعہ کراچی یابک بنک کتب خانہ جامعہ کراچی، ص:203-211)

17 -سہ ماہی ادبیات(1989ء)، اسلام آباد، جلد نمبر:5، شمارہ نمبر:09، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ص:369-372

18 -ماہنامہ آگہی(1989)، کراچی، جلد نمبر:1، شمارہ:1-2، مارچ-اپریل، ص:23-26

19 -ماہنامہ آگہی(1990ء)، کراچی، جلد نمبر:2، شمارہ فروری، ص:23-30

20 -ماہنامہ آگہی(1989)، کراچی، جلد نمبر:1، شمارہ:3-4، مئی-جون، ص:15-21

21 -ماہنامہ آگہی(1991ء)، کراچی، جلد نمبر:2، شمارہ: جنوری،، ص:76-83

22 -ماہنامہ آگہی(1991ء)، کراچی، جلد نمبر:3، شمارہ مارچ-اپریل، ص:71-83

23 – ماہنامہ آگہی(1991ء)، کراچی، جلد نمبر:3، شمارہ: دسمبر، ص:81-68

24 – ماہنامہ آگہی(1992ء)، کراچی، جلد نمبر:4، شمارہ: فروری-مارچ،، ص:45-52)

25 – یوسف قرضاوی، ڈاکٹر(1992ء)، (مترجم: ڈاکٹر حافظ احسان الحق، ماہنامہ آگاہی، کراچی، جلد نمبر:4، شمارہ: اپریل، ص:24-31

26 – فکر و نظر اسلام آباد(1990ء)، جلد نمبر:28، شمارہ:2، ص:109-126

27 – فکر و نظر اسلام آباد(1991ء)، جلد نمبر:29، شمارہ:1-2، ص:255-278

28 – فکر و نظر اسلام آباد(1998ء)، جلد نمبر:35، شمارہ:4،، ص:27-41

29 – ماہنامہ آگہی(1993ء)، کراچی، جلد نمبر:5، شمارہ: ستمبر-اکتوبر، ص:29-48

30 – ماہنامہ آگہی(1993ء)، کراچی، جلد نمبر:5، شمارہ: جولائی،، ص:17-29

31 – روزنامہ جسارت(1991ء)، کراچی، 12 دسمبر

32 – روزنامہ جسارت(2006ء)، کراچی، 6 جنوری

33 – نوید سحر(2001ء)، کراچی، جنوری-فروری، ص:15-17

34 – ماہنامہ ترجمان القرآن(2000ء)، لاہور، فروری، ص:28-31

35 – تحریر: احمد مکی، ڈاکٹر، مجلہ الدوحۃ القطریۃ(1985ء)، شمارہ: جون:، مترجم: ڈاکٹر احسان الحق

36 – ماہنامہ ترجمان القرآن(2008ء)، لاہور، مارچ، ص:25-29

37 – رقیہ احسان(2019ء)، ص:62

38 – ماہنامہ فاران(1994ء)، کراچی، جلد نمبر:1، شمارہ نمبر:11، اگست، ص:36

39 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/1qQDm0GmmedW_E_M0sIuL6PWZHfAd0qIL/view?usp=sharing

40 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/16bjUI5DLjJKIxVWKFZvo9s2D4LnpzHiO/view?usp=sharing

41 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/1TkhekcmJAQedklJ8CP4AQkxt8rN7l8DM/view?usp=sharing

42 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/13gsndrCOjiP9hMmFfxuS4prU6VHm8hOg/view?usp=sharing

43 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/13gsndrCOjiP9hMmFfxuS4prU6VHm8hOg/view?usp=sharing

44 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/1ACjjVMvhEkiQjA5_lI5SZR7onOk-Vt3x/view?usp=sharing

45 – برقی پتا: https://drive.google.com/file/d/1rT7PJQQ2rv-pu-mHgwcK4K7fuDC9QztB/view?usp=sharing

46 – ماہنامہ آگہی(1991ء)، کراچی، جلد نمبر:3، شمارہ مارچ-اپریل، ص:71

47 -- ماہنامہ آگہی(1991ء)، ص:75

48 – احسان الحق، پروفیسر(2005ء)، اُردو عربی کے لسانی رشتے، کراچی، قرطاس پبلشرز، طبع اول، ص:60

49 – احسان الحق، پروفیسر، پاکستان میں فروغ عربی۔(1975ء) پہلی قومی کانفرنس برائے فروغ عربی، 15-18 اپریل:1975ء، شعبہ عربی جامعہ کراچی یا بک بنک کتب خانہ جامعہ کراچی، ص:205

50 – احسان الحق، پروفیسر، پاکستان میں فروغ عربی۔(1975ء) پہلی قومی کانفرنس برائے فروغ عربی، 15-18 اپریل:1975ء، شعبہ عربی جامعہ کراچی یا بک بنک کتب خانہ جامعہ کراچی، ص:209،208)

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.